تلخیص و ترجمہ

فرعونِ موسیٰ

پروفیسر محمد فرید ابو حدید کے قلم سے

حضرت موسیٰ کا بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے نکلنا ایک مشہور واقعہ ہے جو مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں تینوں قوموں میں تسلیم شدہ ہے۔ لیکن یہ فرعون کون تھا۔ اس سوال کا جواب آسان نہیں ہے، اس کی شخصیت پر چند در چند ایسے پردے پڑے ہوئے ہیں جن کا رفع کرنا عمیق تحقیق کے بغیر ناممکن ہے۔ آج ہم اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

خروج کا واقعہ

توارات میں بنی اسرائیل کا جو پہلی مرتبہ ذکر آیا ہے وہ اسرائیل کے نام کے ساتھ آیا ہے۔ یہ اسرائیل یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیم العبرانی ہیں جو مصر میں اپنے صاحبزادے حضرت یوسفؑ کے ہاں آکر مہمان ہوئے تھے۔ توارات کی روایت کے مطابق حضرتِ یوسفؑ پہلی پہل وزیر حکومت تھے پھر فرعون کے بعد بادشاہ ہوگئے۔ حضرتِ یعقوبؑ نے مصر میں قدم رنجہ فرمایا تو ان کا بڑا اکرام کیا گیا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں اور صاحبزادوں کو ڈیلٹا کے مشرقی جانب ارض جاسان میں بڑی عزت و احترام کے ساتھ اتارا گیا تاکہ وہ یہاں اہل مصر سے دور رہتے ہوئے اپنے چوپاؤں کو چرا سکیں۔

یہاں رہتے ہوئے عبرانیوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ جاسان کی تمام نشیبی زمینیں اُن سے پُر ہوگئیں۔ یہ لوگ اگرچہ مصر سے دور تھے لیکن حکومتِ وقت کے معاون اور مددگار تھے۔ کچھ عرصہ بعد

موجودہ حکومت میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ اور اس کے کھنڈروں پر جو نئی حکومت قائم ہوئی اُس نے حکومتِ سابقہ کے آثار باقیہ کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جو لوگ حکومتِ رفتہ کے اعوان و انصار تھے اُن پر سختیاں شروع ہوگئیں اور اُن پر طرح طرح کے مظالم کیے جانے لگے۔ تورات اس واقعہ سے متعلق بتاتی ہے "پھر ایک دوسرا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہیں جانتا تھا۔ اُس نے اپنے گروہ سے کہا کہ بنو اسرائیل روز بروز طاقتور ہوتے جاتے ہیں، ہمیں اس سے خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کلاں کو یہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ساز باز کرکے ہم کو نقصان پہنچائیں"۔

تورات میں صرف اتنا ہی مذکور ہے وہ یہ نہیں بتاتی کہ یہ دولت جدیدہ کیا تھی، بادشاہ کا نام کیا تھا؟ اس کے علاوہ تورات سے اس واقعہ کی تاریخ بھی معلوم نہیں ہوتی، اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ یہ واقعہ اپنے وقوع کے صدیوں بعد لکھا گیا ہے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ نئی حکومت نے بنو اسرائیل پر گوناگوں مظالم کیے وہ غریب عرصہ تک اُن کو طوعاً و کرہاً برداشت کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اور اُنھوں نے فرعون کے پنجۂ ظلم سے ان لوگوں کو رہا کرایا، اور اپنی قوم کو لے کر مصر سے چلے گئے۔ فرعون نے ان کا تعاقب کیا جس میں وہ کامیاب نہیں ہوسکا۔ دریائے نیل کو عبور کرتے ہوئے اُس کو اور اُس کے لشکر کو چند در چند بلاکتوں سے دوچار ہونا پڑا جن کی وجہ سے اس لشکر نے ایک وسیع میدان میں پناہ لی" انتہیٰ

مصر سے بنو اسرائیل کے نکلنے کی تاریخ

تورات نے اگرچہ اس موقع پر واقعہ کی تاریخ بیان نہیں کی ہے لیکن ایک دوسرے موقع پر جو ایک تاریخ بیان کی گئی ہے اُس سے اس واقعہ کی تاریخ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ بنو اسرائیل کی تاریخ کے سلسلہ میں ہی تورات نے ایک اور عظیم الشان اور اہم واقعہ کا ذکر کیا ہے، اور وہ بیت المقدس کی تعمیر کا واقعہ ہے۔ یہ تعمیر حضرت سلیمانؑ کی حکومت کے چوتھے سال ہوئی تھی۔ تورات نے اس کی تاریخ یوں بیان کی ہے کہ یہ تعمیر مصر سے بنو اسرائیل

کے نکلنے کے چار سو اسی برس بعد ہوئی تھی۔ حضرت سلیمانؑ کے عہد کی تاریخ سے متعلق بھی اختلاف ہے لیکن زیادہ قابل قبول یہ رائے ہے کہ آپ کا عہد ۹۷۰ ق م اور ۹۳۰ ق م قبل مسیح کے درمیان تھا۔ اب اگر ہم ۴۸۰ برس پیچھے اور لوٹ جائیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل کے مصر سے نکلنے کی تاریخ ۱۴۴۶ ق م ہے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر اور بنو اسرائیل کے خروج عن المصر کے درمیان تورات نے ۴۸۰ برس کی جو مدت بتائی ہے وہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تورات نے بہتیرے اہم تاریخی حوادث مع سنین وقوع کے بیان کیے ہیں اور جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ ان تاریخی واقعات کی نسبت تورات نے جو سنین بتائے ہیں وہ صحیح ہی ہیں اس لیے اس خاص معاملہ میں بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ تورات کا بیان صحیح ہوگا۔ علاوہ ازیں ایک بات یہ بھی ہے کہ بنو اسرائیل کی تاریخ میں اُن کا مصر سے نکلنا اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ مسلمانوں کا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنا۔ پس جس طرح اسلامی تاریخ کا آغاز ہجرت سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بعید نہیں کہ بنو اسرائیل نے اپنی تاریخ کا آغاز بھی مصر سے نکلنے سے کیا ہو، اور اسی بنا پر تورات نے بیت المقدس کی تعمیر کی تاریخ کا حساب بنو اسرائیل کے خروج عن المصر کے وقت سے لگایا ہو۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ تورات میں اس مدت کا ذکر کہیں ایک آدھ فقرہ میں ضمناً ہی نہیں آیا ہے بلکہ متعدد بار کئی مقام پر قاضیوں اور بادشاہوں کے خطوط میں اُن واقعات و حوادث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو بنو اسرائیل کو پیش آئے اور اُن نجومیوں، بادشاہوں اور قاضیوں کے نام بھی بتائے گئے ہیں جو اس عہد سے متعلق تھے۔ اگر ہم ان حوادث کی کڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ تاریخی اعتبار سے ملائیں تو یہ بات بخوبی دریافت ہو سکتی ہے کہ بنو اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور بیت المقدس کی تعمیر میں کتنی مدت کا فصل ہے۔ ان مقدمات سے نتیجہ صاف

طور پر یہ ہی برآمد ہوتا ہے کہ تورات کے بیان کے مطابق اسرائیلوں کا مصر سے خروج حضرت مسیح کی پیدائش سے قبل پندرہویں صدی کے نصف میں ہوا تھا۔

مصر کی اس زمانہ میں حالت

اب ہم کو تاریخی کتابوں سے مدد لے کر یہ دیکھنا چاہیے کہ اس عہد میں مصر کی جو حالت تھی اُس کے پیش نظر اسرائیلوں کے خروج کا اہم واقعہ پیش آبھی سکتا ہے یا نہیں؟

تاریخ سے ثابت ہے کہ مصر نے تقریباً ڈیڑھ صدی اجنبی سامی بادشاہوں کے زیرنگیں گذاری جن کو ہکسوس (Hyksos) یا چرواہے بادشاہ (Shepered King) کہا جاتا ہے ان کی اخیر حکومت کا زمانہ ۱۶۰۰ء ق م ہے۔ اس کے بعد اہل مصر میں حب وطن اور قومیت کے جذبات نے ان بادشاہوں کے خلاف زبردست بغاوت پیدا کردی تو اُنھوں نے ان اجنبی سامی حکمرانوں کو اپنی زمین سے نکال باہر کیا اور ان کو فلسطین ولبنان کی حدود تک پسپا کرتے چلے گئے۔ اس انقلاب میں احمس کا نام زیادہ نمایاں ہے جو اس تحریک کا بانی تھا اور جس نے عظیم الشان کامیابی حاصل کر کے اہل مصر کے دلوں میں ایسی وقعت وعزت حاصل کرلی کہ وہ اس کو دیوتا کا مرتبہ دینے لگے۔

اس کے انتقال پر اس کا بیٹا امنحتب الاول ہوا تو اُس نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر اسرائیلیوں کے جو تھوڑے بہت آثار باقی رہ گئے تھے اُن کو بھی یک قلم مٹا ڈالا امنحتب الاول کے کوئی لڑکا نہ تھا، اس لیے اس کے انتقال پر سلطنت مصر کی عنان تحوتمس الاول (Thothmes I) کے ہاتھوں میں آگئی جس کو اگرچہ شاہی خاندان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا لیکن احموس شہزادی کے شوہر ہونے کا شرف رکھتا تھا۔ تھوتمس مدت تک حکومت کرتا رہا۔ اتفاق سے اُس کے ہاں شہزادی کے بطن سے ایک لڑکی کے سوا کوئی اور اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ البتہ دوسری بیویوں سے جو شاہی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی تھیں کئی ایک اولادِ

ذکور ہوئیں۔

پندرہ صدی قبل مسیح کے آغاز میں یہاں ایک عظیم الشان خلفشار پیدا ہوگیا۔ تھوتمس بڈھا ہوچکا تھا اور اُس کے کوئی فرزند ایسا تھا نہیں جس کی رگوں میں احمس کا خون حرکت کرتا ہو صرف ایک لڑکی تھی جو تھوتمس کی شہزادی کے بطن سے پیدا ہوئی تھی لیکن مصر میں عورتوں کو سریر سلطنت پر بٹھانے کا رواج نہیں تھا وہ ایک عورت کی حکمرانی کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتے تھے۔

اس مرحلہ پر پہنچ کر اہل مصر میں تین پارٹیاں ہوگئیں، ایک پارٹی کی رائے تھی کہ تھوتمس ثانی کو بادشاہ ہونا چاہیے۔ دوسری پارٹی تھوتمس سوم کے حق میں تھی اور تیسری پارٹی چاہتی تھی کہ شہزادی حتشبسوت سلطنتِ مصر کے تخت پر متمکن ہو۔ ان پارٹیوں میں بیس سال تک جنگ ہوتی رہی آخرکار اس جنگ کا اختتام مصر کے مشہور لائق وقابل اور بہادر بادشاہ تھوتمس الاکبر ثالث (Thothmes III the great) کی بادشاہت پر ہوا۔

اس بادشاہ کے عہد میں حکومت مصر کے حدود شمال میں ایشائے کوچک اور بلاد جزیرہ سے جنوب میں سوڈان کے شہروں اور صومال تک وسیع ہوگئے۔ تقریباً تیس برس تک بڑی شان وشوکت سے حکومت کرنے کے بعد ۱۴۴۷ھ ق م میں اس کا انتقال ہوگیا۔

بنواسرائیل مصر میں | اِن تاریخی حقائق کو بہ طور خلاصہ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ مصر میں ایک اجنبی حکومت (Hyksos) قائم ہوئی جو سولھویں صدی کے اوائل تک وہاں حکومت کرتی رہی یہ لوگ بنواسرائیل کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس لیے جب اسرائیلی مصر میں آئے تو اُنہوں نے ان کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور انہیں اپنی حکومت کا اعوان وانصار سمجھا لیکن پھر جب مصریوں نے خود اپنی حکومت قائم کرلی تو اس اجنبی حکومت کو شکست دے کر مصر سے باہر نکال دیا۔ اور

بنواسرائیل چونکہ اس حکومت کے معاون تھے اس لیے ان پر بھی مصر کی حکومتِ وطنی کا عتاب بیش از بیش ہوتا رہا۔ ان غریبوں نے ایک قرن یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ تک ان مصائب پر صبر کیا اور انہیں برداشت کرتے رہے۔ پھر جب پانی سر سے گذرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی رستگاری کے لیے حضرت موسیٰ کو پیدا کیا جنہوں نے اسی برس کی عمر میں بنواسرائیل کو اپنے ساتھ لے کر فرعون کے دار الحکومت سے ہجرت اختیار کی۔ بہر حال یہ ضروری ہے کہ حکومت وطنیہ کے اوّل قیام اور اسرائیلیوں کے خروج عن المصر میں ایک قرن کا فصل مانا جائے اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں، کیونکہ ایک مفتوح و مظلوم قوم عرصۂ دراز تک ذلت و خواری انگیز کرتی رہتی ہے۔ پھر جب اُس کی حد ہو جاتی ہے تو اُس میں ذلت کے طوق کو توڑ دینے کے لیے حرکتِ عمل پیدا ہوتی ہے۔

امنحوتب دوم فرعونِ موسیٰ تھا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ مصر کی حکومت جدیدہ کا قیام سولھویں صدی ق م کے اوائل میں ہوا تھا تو ایک صدی اور کچھ مدت گزرنے کے بعد بنواسرائیل کے مصر سے نکلنے کا واقعہ پندرھویں صدی ق م کے وسط میں ہوگا۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ خروج کا سال وہی ہے جس پر تورات دلالت کرتی ہے یعنی ۱۴۴۶ء ق م، اور یہ سال وہی ہے جس کے ایک برس پچھلے یعنی ۱۴۴۷ء ق م میں مصر کے مشہور بادشاہ تھوتمس دی گریٹ کا انتقال ہوا ہے، اور یہی سال تھوتمس کے قائم مقام "امنحوتب دوم" کی سلطنت نشینی کا ہے۔ اس بنا پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جس فرعون کے مقابلہ میں اعلانِ حق کیا تھا وہ یہی "امنحوتب ثانی" تھا۔

ہماری اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مینا کے کھنڈرات میں سے چند خطوط کا ایک مجموعہ برآمد ہوا ہے جو شام کے حکام نے تھوتمس اعظم کے پوتے امنحوتب سوم اور اُس کے بعد امنحوتب رابع کو تحریر کیے ہیں۔ ان خطوط میں ان لوگوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ یہ دونوں فراعنہ

مصر کی شہنشاہیت کی مدافعت کے لیے آمادۂ عمل ہو جائینگے اور "خابیری" بدویوں کی طرف سے جنہوں نے ارض فلسطین و شام پر تسلط جما لیا ہے، جو خطرہ سلطنتِ مصر کو پیدا ہو گیا ہے یہ مصر کو اُس خطرہ سے محفوظ کر لینگے۔ ان قبائل کا فلسطین پر حملہ پندرہویں صدی ق م کے اخیر اور چودھویں صدی ق م کے شروع میں ہوا ہے۔ یہ "خابیری" قبائل کون تھے؟ عام علماءِ تاریخ کا قول ہے کہ یہی وہ قبائل ہیں جن کو "عابیری" کہا جاتا ہے یعنی عبرانی "بنو اسرائیل" اس سے پتہ یہ چلتا ہے کہ تورات کی روایت کے مطابق بنو اسرائیل نے جب چالیس سال "وادیٔ سینا" میں بسر کر دیے تو اس کے بعد اُنہوں نے پندرہویں صدی ق م کے اواخر میں فلسطین کا رُخ کیا ہوگا، اور اُس پر مسلط ہو گئے ہونگے۔ یہ امر محقق ہے کہ بنو اسرائیل کا وادی سینا میں چالیس برس گزارنا اُن کے خروج مصر کے بعد کا واقعہ ہے۔

تاریخ کی ان سب کڑیوں کو ملانے کے بعد ہم نہایت اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ بنو اسرائیل کا مصر سے خارج ہونا ۱۴۴۶ء ق م میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اور یہ سال امنحوتب دوم کی حکومت کا پہلا سال تھا۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض مورخین نے منفتاح بن رمسیس الاکبر کو فرعون مصر کہا ہے، اور اُن کی دلیل یہ ہے کہ منفتاح کے آثار میں یہ پایا جاتا ہے کہ وہ شام گیا تھا اور سلطانِ مصر کے قبضہ سے جو شہر نکل چکے تھے اُن پر اُس نے حملہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں بنو اسرائیل کا ذکر بھی آتا ہے کہ منفتاح نے ان لوگوں کو ذلیل و خوار کیا تھا" لیکن ظاہر ہے اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل کا مصر سے خروج بھی منفتاح کے عہد میں ہی ہوا تھا۔ بلکہ اس سے تو اور ہماری رائے کو ہی تقویت ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل نے "امنحوتب" کے عہد میں مصر سے نکل کر شام کے علاقوں میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ پھر جب منفتاح کا عہد ہوا تو اُس

نے ان لوگوں کے خلاف صف آرائی کردی اور سلطانِ مصر کے چھنے ہوئے شہر پھر حاصل کرنے چاہے۔ بہرحال بنو اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا واقعہ منفتاح کے عہد کا نہیں بلکہ تھوتمس اعظم کے لڑکے "امنحوتب ثانی" کے عہد کا ہے "س"

(الہلال مصر بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء)

علمی مذہبی تاریخی اورادبی مضامین کی
انسائیکلوپیڈیا

پیش نظر نمبر کے ساتھ برہان کی دو جلدیں مکمل ہورہی ہیں پہلی جلد جولائی ۱۹۳۸ء سے شروع ہوکر دسمبر ۱۹۳۸ء میں اور دوسری جلد جنوری ۱۹۳۹ء سے شروع ہوکر جون ۳۹ء میں ختم ہوئی ہے ان دونوں جلدوں میں جو محققانہ، پُرمغز، ٹھوس اور مفید ترین علمی، مذہبی، تاریخی اورادبی مضامین شائع ہوئے ہیں وہ ان مایۂ ناز علما، وادبا، کی کاوش دماغی کا نتیجہ ہیں جن کی ذات پر دنیائے علم وادب بجا طور سے فخر کرتی ہے۔ یہ مضامین ملک کے ممتاز جرائد وصحائف اور اپنے قارئین سے خراج تحسین وصول کرچکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر ایک لائبریری، ہر ایک علمی انجمن میں ان جلدوں کا کم از کم ایک نسخہ ضرور ہو۔ تاکہ علم دوست حضرات انکے مطالعہ سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں فائدہ اُٹھائیں۔ اس وقت بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جو صاحب طلب فرمانا چاہئیں جلد منگالیں۔

قیمت فی جلد مبلغ ڈھائی روپیہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر رسالہ برہان قرولباغ نئی دہلی